NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 01- 11

ملی شعور کی بیداری پر خورشید رضوی کی عربی شاعری کا اثر

The impact of Khurshid Rizvi's Arabic poetry on the awakening of national consciousness

Abdul Rauf, Co-Ordinator Kips College Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

One of the most important things in human life is the "language" of human being. A Man can express his conscience better than all earthly creatures, because human speech is capable of producing the most syllables among all animal creatures. Arabic is the religious language of Muslims and Muslims all over the world are familiar with Arabic letters and words due to reading the Quran. It is a characteristic of human beings that in terms of literature, a person prefers to listen to something in poetry rather than prose.

According to the teachings of the Prophet ﷺ, if the matter is good, it is permissible to say it in both prose and poetry. Good poetry plays a positive role in awakening the national consciousness, where it leads to the training of other personal qualities of the members of the society.

In Arabic poetry and literature, the poets used martial songs, poems and especially ghazals and ghazal-like hymns to evoke the national consciousness. The influence of Islamic consciousness and nationalism is clearly seen in the words of the poets belonging to the Pakistan. These poets have provided memorable proof of their passion for Islamic consciousness through their poetry. The national song is a genre of literature that covers all aspects of the country, nation, religion and nation with the interpretation of collective emotions with personal values. National poetry means that poetry whose motivation is the pain of the nation and whose purpose is to revive the greatness of the Islamic nation.

Dr. Khursheed Rizvi is an educator, a researcher, a poet, and a thinker. Many scholars in the Arab world are not only admirers of his research efforts, but from Azhar University in Egypt to Iraq, Jordan, Syria and Lebanon, his Arabic writings are viewed with admiration and admiration. His poetic verses educate society and raises awareness of an individual's Islamic identity. Khursheed Rizvi's poems reflect the color of Arab poetry of Jahiliya era. Main characteristic of his poetry is that he has kept the achievements of his predecessors as an example. For this reason, his poetry goes beyond traditional poetry and becomes a representative of culture and values. In this article we will review his services in this regard.

Key Words: Arabic poetry, Martial songs, Ghazal-like hymns, National consciousness, Representative of culture.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
26-12- 2023
Revised:
28-12- 2023
Accepted:
29-12- 2023
Online:
31-12- 2023

ا. موضوع کا تعارف

پاکستانی سماج میں قومی شعور ہو یا ملی شعور اُردو ادب ہو یا عربی ادب اس کا اظہار ہر دور میں ہوتا رہا ہے کیوں کہ قومی و ملی شعور کا تعلق بھی بلند شریفانہ خصائل سے ہے اور اس خصوصیت کے اظہار کے لیے ادب ہی اصناف فراہم کرتا ہے، ہیئت تجویز کرتا ہے اور حسنِ اظہار کے قواعد عنایت کرتا ہے۔ یہ بات کلام مسلم ہے کہ شاعر کی شاعری میں ملک کے تمام عوام کی فلاح وبہبود کی بات ہو اور قوم کا درد قوم کی خوشحالی کی تمنا ہو، قوم کی تعلیمی پسماندگی اور اس سے نجات دلانے کے لیے کوئی تدبیر اور کوشش شاعر کے پیش نظر ہو تو وہ قومی شاعری ہو گی لیکن جب شاعر کے سامنے پوری دنیا میں پھیلے ایک مخصوص مذہب کے ماننے والے ہوں گے تو اسے ملی شاعری کہیں گے۔

شعری کلام کی حقیقت کو دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ نے تعلیم فرمائی کہ اشعار سے خاص قسم کی حکمت پھوٹتی ہے۔[1] اسی بنا پر اقبال کے نزدیک شاعر اپنی قوم کی آنکھ ہوتی ہے۔[2] پاکستان میں خون جگر سے ملی شعور کی آبیاری کرنے والی شخصیات میں صرف اُردو زبان کے شعراء معروف نہیں بل کہ عربی زبان میں بھی کئی ایک شعراء کا کلام قابل قدر ہے۔ اُن کی شخصیت اپنی زندگی میں اپنے افکار وخیالات کے ذریعے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے آرزو مند افراد کے لیے سرچشمہ توانائی بنی رہی۔ اپنے شاعرانہ کلام میں دین و شریعت کی آفاقی کرنوں سے عوام الناس کی زندگیوں کو روشن کرتے رہے۔ شاعروں کا شاعرانہ شعور اپنی شعری تخلیق کی بدولت قوموں اور مُلکوں کے درمیان پُل کا کام دیتا ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ شعری اظہار کی ہر شکل (شعوری یا لاشعوری کسی تجربے یا تاثر کی شعوری تشکیل کا ہی نتیجہ ہوتی ہے۔[3] ابو الطیب متنبی عباسی دور کا مشہور و معروف شاعر ہے، وہ اپنے ایک شعر میں ملی شعور کو بیدار کرتے لکھتے ہیں

عَلى قَدرِ أَهلِ العَزمِ تَأتي العَزائِمُ
وَتَأتي عَلى قَدرِ الكِرامِ المَكارِمُ[4]

"انسان کا عزم جتنا بڑا ہوتا ہے وہ اسی قدر بڑے اہداف حاصل کرتا ہے اور جو جتنا شریف النفس ہوتا، اس کے اندر اسی قدر اچھائیاں پائی جاتی ہیں۔

2. عرب شعراء کے طبقات

دنیا کے کسی خطے میں بھی عربی شعراء اپنے فکر کے موتی لٹا رہے ہوں، اصل یہ ہے کہ عربی شاعری کا رشتہ عرب شعراء سے ہی جا ملتا ہے۔ عرب شعراء کو ہم مندرجہ ذیل طبقات میں تقسیم کرسکتے ہیں:

- **شعرائے محافظین:** جو اپنے قدیم سرمایہ شاعری سے چمٹے ہوئے تھے اور پوری ترقی کرنے سے قاصر رہے۔ ان میں قایاتی، جارم اور کاظمی وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔
- **اعتدال پسند اشعراء:** باردوی، شوقی، حافظ صبری، کاشف، عبد الغنی اور عزیز اباطلہ اس گروہ میں شامل ہیں۔
- **تجدد پسند شعراء:** یہ شعرا مغربی خیالات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کے یہاں یورپ کی مختلف تحریکوں مثلاً رمزیت، رومانیت اور واقعیت کے اثرات بھی ملتے ہیں۔ اس صف میں ابو شادی صرفی، علی طہٰ، ناجی، عوضی، شکری اور عقاد شامل ہیں۔
- **غلو پسند شعراء:** یہ لوگ مغربی ادب کی مکمل تقلید چاہتے رہے۔[5]

3. پاکستان میں عربی ادب

پاکستان میں عربی ادب کو فروغ کے لیے کئی طرح سے خدمت سرانجام دی جا رہی ہے۔ آج عربی زبان میں ہر صنف ادب میں مستقل کام ہو رہا ہے۔ اگر صرف صنف شاعری پر نگاہ ڈالی جائے تو مملکت پاکستان میں کئی ایک نام لیے جاسکتے ہیں۔ جن میں اصغر علی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 01- 11

الروحی، الدکتور ضیا الحق الصوفی، الدکتور محمد خورشید الحسن رضوی، محمد حسین اقبال، الشیخ محمد یوسف بنوری، محمد جلیل قلندر، الشیخ مفتی محمد شفیع، الشیخ ظفر احمد عثمانی، الشیخ نقیب احمد الدیروی، غلام محمد ادریس کاندھلوی، الشیخ محمد موسیٰ الروحانی البازیؒ، الشیخ العلامہ عبد العزیز المیمن، الشیخ عبد السلام سلیم الھزاروی اور الشیخ عبد لمنان الدھلوی سر خیل شخصیات میں شامل ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد کی جانے والی شاعری پر نگاہ ڈالیں تو یہاں کے شعراء نے تعمیر پاکستان مناظر پاکستان، پاکستانی شہروں سے محبت کا اظہار، مذہبی روایات، اخلاقی روایات اور ضبط آزادی جیسے متعدد موضوعات پر قلم آزمائی کی۔ قوموں کی زندگی میں ملی شاعری کا عنصر بہت قدیم زمانے سے شامل رہا ہے۔ عربوں میں دستور تھا کہ جنگ کے موقع پر رجز خوان ساتھ ساتھ ہوا کرتے تھے اور وہ عربی قصائد میں ایسے ایسے مضامین پڑھتے تھے جس سے ملی شعور کو اُجاگر کیا جاتا تھا۔ ان شعراء حضرات نے ملی شعور کو اُجاگر کرنے کے لیے اور رزمیہ گیتوں' نظموں اور خصوصاً غزلوں اور غزل نما ترانوں سے کام لیا۔ مصطفیٰ کامل جو مصری شاعر ہیں، لکھتے ہیں

وغار ان يكون لنا وجود
ويحظى غيرنا فوزا و نصرا[6]

"ہمارا وجود ہمارے لیے باعث عار ہے کہ غیر کامیابی و نصرت حاصل کریں اور ہم محروم رہیں۔"

پاکستان میں اُردو شعراء کی مانند عربی زبان کے شعراء نے بھی قومی اُمنگوں کو اُجاگر کرنے اور قوم میں جذبہ ء حریت کو تیز کرنے کی غرض سے ملی اور رزمیہ گیتوں' نظموں اور خصوصاً غزلوں اور غزل نما ترانوں کے ذریعے اپنے جذبۂ حب الوطنی کا جو یادگار ثبوت فراہم کیا ہے۔ ان میں ایک سر خیل نام ڈاکٹر خورشید احمد رضوی کا ہے۔

4. خورشید رضوی کی شاعری کا عربی ادب پر اثر

خورشید رضوی اُردو زبان و ادب کا ایک معتبر نام ہے، آپ اُردو کے بلند پایہ ادیب، غزل گو شاعر، بے مثل مترجم، کامیاب خاکہ نگار اور ژرف نگاہ محقق ہیں، لیکن ان کی اصل شناخت عربی زبان و ادب ہے۔ آپ عربی زبان و ادب کے بے بدل عالم، ممتاز ادیب، وسیع النظر محقق اور ہر دل عزیز اُستاذ ہیں۔[7] آپ کو عربی ادب کا ذوق اپنے اُستاذ صوفی محمد ضیاء الحق (م ۱۹۸۹ء) سے ملا۔[8] خورشید رضوی کے اُردو میں کئی شعری مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔[9] عربی کلام مختلف مجلات میں بکھری شکل میں موجود ہے۔ شاعری کے ساتھ ساتھ انھوں نے بعض عربی نظموں کا اُردو میں منظوم ترجمہ بھی کیا ہے۔[10] عربی زبان میں ان کا شعری کلام قصائد، نظم اور غزل کی ہیئت کی صورت میں پڑھنے کو ملتا ہے۔ اگر تخصص صرف ملی شعور کی بیداری پر مبنی کلام تک محدود کر دیا جائے تو معلوم ہوتا کہ ان کے کلام میں ملی و قومی شاعری عرب شعراء کی برابری کرنے والی ہے۔ ملی نغمہ اُردو ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو ملک و قوم اور مذہب و ملت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ شخصی پیرائے کے ساتھ اجتماعی جذبات کی ترجمانی کے ساتھ کرتی ہے۔ ابو الاعجاز حفظ صدیقی ملی شاعری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "ملی شاعری سے مراد وہ شاعری ہے جس کا محرک دردِ ملت اور جس کا مقصد ملت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کا احیا ہو۔"[11] لہٰذا ملک و ملت کے دردمند شعراء نے صنف ملی نغمہ کو اپنی شاعری کا جزو لاینفک بنایا ہے۔ خورشید رضوی کے ملی تشخص کا منبع نبی مکرم ﷺ سے جڑا ہوا ہے۔ آپ اپنی والہانہ محبت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں

فيا ليتني كنت الأديم لنعله
لكي كان بي يوما على العرش ماشيا[12]

"اے کاش میں ان کی پاپوش کا چھڑا ہوتا تاکہ آپ ﷺ تم مجھے پہن کر کسی دن عرش پر چلتے۔"

اِسلامی ملت کا اول و آخر منبع نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ خورشید رضوی اس بات سے آگاہ ہیں۔ اس حوالے سے ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

اسودت الدنیا وفي ظلماتہا
اسم النبي یلوح کالنبراس

"دنیا تاریک ہو چکی ہے اور اس کی تاریکیوں میں نبی ﷺ کا نام چراغ کے مانند روشن ہے۔"

4.1 خورشید رضوی کے کلام میں عہد جاہلی کی جھلک

خورشید رضوی کے اشعار میں زمانۂ جاہلیت کی عرب شاعری کا رنگ جھلکتا ہے۔[13] ان کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بطور مثال پیش نظر رکھا ہے۔ کوئی بھی شاعری اتنی راست انداز، صاف گو اور روح کے اعتبار سے اتنی پر قوت نہیں جتنی عربی شاعری ہے۔[14] اسی سبب ان کی شاعری ملی شاعری سے آگے بڑھ کر تہذیب و اقدار کی نمائندہ بھی بن جاتی ہے۔ آپ کے کلام میں رمزیہ انداز زیادہ پایا جاتا ہے۔ وطن کو کسی محبوبہ کے روپ دیکھتے اور بیان کرتے ہیں اور وطن سے دوری کو برداشت نہیں کر سکتے۔

تسلیت عن لیلی من الدھر حقبة
لأطرد عنی طیفھا وخیالھا
فما زادني الأیام الا صبابة
وما نقص الأیام الا وصالھا15

"ایک لمبے عرصے تک میں نے لیلی کی شبیہ و خیال کو اپنے دماغ سے جھٹکنے کی کوشش کی لیکن (سب بے سود کیوں کہ) ماہ و سال نے میرے حوالے سے اگر کچھ بڑھایا ہے تو وہ لیلی کی تڑپ ہے اور کچھ کم کیا ہے تو وہ اس کا وصال ہے۔"

روایت میں آتا ہے کہ عرش کے نیچے خزانے ہیں اللہ کے لیے جس کی کنجیاں شعراء کی زبانیں ہیں۔[16] یہی سبب ہے کہ ملی نغمہ نگاری عربی ادب کا ایک جاذب نظر و قابل فہم موضوع ہے جس پر عربی زبان کے بیشتر شعرا نے قلم اٹھایا ہے لیکن بہت کم شعراء کمال کی ان کی بلندیوں کو چھو سکے جو قوم و ملت کے لب و جاں پر ہوں یا پھریوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کئی شعراء کا کلام بازاری عاشقوں میں تو مقام پا گیا لیکن قوم و ملت میں کوئی ممتاز مرتبہ حاصل نہ کر سکا۔ ملی شعور کی بیداری میں جس قدر علم کو نور اہم کردار ادا کرتا ہے اس مقابل کوئی اور ذریعہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرب شعرا نے ملی شعور کی بیداری کے لیے اپنے کلام میں علم کی اہمیت و افادیت کو بیان کیا ہے۔ شوقِ تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

قم للعلم وفہ التجبیلا
کاد العلم ان یکون رسولا[17]

"کھڑے ہو جاؤ علم کے لیے اور اُس کو خوب حاصل کرو، قریب ہے کہ علم رسول بن جائے۔"

تعلم مااستطعت لعل جبلا
سیأتی یحدث العجب لعجابا[18]

"علم حاصل کرو جتنا کہ استطاعت میں ہو شاید کہ ایسی نسل آئندہ آئے جو عجیب و غریب ترقی کے مناظر پیش کرے۔"

خورشید رضوی وہ صاحب کمال شاعر ہیں جنھوں نے جدید عربی ادب میں نیارنگ بکھیرنے کے ساتھ ساتھ نظم نگاری میں بھی بھر

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 01- 11

پور حصہ ڈالا ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ ہیں کہ وطن کی مٹی سے جو محبت کی جوگ جگانا چاہتے ہیں، اُس کا واحد ذریعہ اُن کا کلام ہے۔ اپنے کلام کی افادیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وأعلم أني هامة اليوم أو غد
ولكنني أحيا حياة الأنامل
سيبقى الذي أودعته الطرس بعدما
تصير ترابا في التراب مفاصلي[19]

"مجھے علم ہے کہ میری زندگی چند دن کی ہے۔ آج نہیں تو کل مجھے موت نے آلینا ہے۔ لیکن میں اپنی انگلیوں کی زندگی جیوں گا۔ جو کچھ میں نے صفحہ قرطاس پر ثبت کر دیا ہے، باقی رہے گا جب کہ میں مٹی میں مل کر مٹی ہو چکا ہوں گا۔"

4.2 شاہ فیصل بن عبد العزیزؒ مرحوم کی شان میں نظم

ہر ادب ایک مخصوص مادی ماحول میں پرورش پاتا اور ارتقاء کے منازل طے کرتا ہے۔ جو حالات قوموں کی تاریخ بناتے اور اقتصادی یا ثقافتی ترقی کی راہیں معین کرتے ہیں، اُن سے ہر ادب کا متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ چوں کہ سماج کی ہر تبدیلی اور ترقی براہ راست، انسانی جدوجہد ہی کا نتیجہ ہے اس لیے سماجی تبدیلیوں کا اثر ہمارے ذوق و وجدان و احساس پر بھی اُسی طرح پڑتا ہے جس طرح عام مادی مظاہر پر۔[20] ڈاکٹر خورشید کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بطور مثال پیش نظر رکھا ہے۔ اسی سبب ان کی شاعری ملی شاعری سے آگے بڑھ کر تہذیب و اقدار کی نمائندہ بھی بن جاتی ہے۔

مملکت خداداد پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات ہر لحاظ سے ہر دور میں مثالی رہے۔ قابل ذکر عہد شاہ فیصل مرحوم کا عہد ہے۔ اُن کی خارجہ پالیسی نے اُمت مسلمہ میں ملت وحدت کے شعور کو بیدار کرنے پر مبنی تھی۔ ۱۹۷۴ء میں دوسری عالمی سربراہی کانفرس کا انعقاد لاہور میں ہوا، جس میں مختلف اسلامی ممالک کے سربراہان نے شرکت کی۔ ان میں مرحوم شاہ فیصل بھی تھے۔ اس موقع پر خورشید صاحب نے شاہ فیصل کی شان میں کچھ ملی شعور بیدار کرنے والے یہ اشعار کہے تھے۔

وإنك مرموق المكانة بيننا
كنجم منير طالع بظلام
وزورقنا في ظلمة البحر تائه
وأنت منار للسلامة سام
ترى الشعب يهتزون شوقا كأنما
بحار زخار في النفوس طوام
ووجهك مرسوم بعيني ومهجتي
يواجهني في يقظتي ومنامي[21]

"آپ ہمارے درمیان اندھیرے میں طلوع ہونے والے روشن ستارے کی مانند بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہیں اور ہماری کشتی سمندر کی تاریکی میں بھٹکتی پھر رہی ہے اور آپ سلامتی کے بلند و بالا روشن مینار ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہماری قوم آپ سے ملنے کے شوق میں سرمست ہے۔ گویا ان کے دل جذبات سے بھرے سمندر ہیں۔ آپ کا چہرہ میرے دل اور آنکھ میں یوں نقش ہے کہ وہ سوتے اور جاگتے میں ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے۔"

ملت اسلامیہ کی ترقی خواہاں ہر عربی شاعر رہاہے۔ مجدی کا ایک خوبصورت شعر ہے جس میں وہ اہل وطن کو پکارتا ہے اور آگے بڑھ کر اقدام کی دعوت دیتا ہے۔

یا	بنی	الاوطان	هبا
خیموا		فوق	الثرٰی[22]

"اے اہل وطن آؤ چلو اور ثریا (کی بلندی) پر خیمے نصب کر دو۔"

یہ بجا ہے کہ دور جدید کے شعراء نے عربی شاعری کو معانی وبدیع اور صنائع وبدائع کی بھول بھلیوں سے نکال کر کھلی فضا میں پہنچا دیا ہے اور یہ بھی تسلیم کہ عوامی رجحانات کی پیش کش کی بدولت عربی شاعری ہم عصر زندگی کے قریب تر آ گئی۔[23] زندگی خود موت کا پیش خیمہ ہے۔ جو پیدا ہوا وہ مرا اور جو فوت ہوا وہ پھر لوٹ کر نہ آیا۔ بڑے بڑے جابر اور طاقت ور بادشاہ جو ہم سے زیادہ مال و دولت اور رعب داب والے تھے۔ موت کے شکنجے سے بچ نہ سکے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی ملت وحدت کے لیے ہر قربانی دینے کے قائل ہیں۔ اُن کے خیال میں زندگی کو کسی اعلیٰ مقصد کے لیے وقف کر دیا جائے تو حق بندگی ادا ہو گا، ورنہ یہی مصداق رہے گا کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

أيها		الإنسان	لا
يغررك	حلو	العيش	كلا
هلا	اعتبرت	مضى	يمن
في	غابر	الأزمان	هلا
أفما	رأيت	الموت	سيفا
فوق	رأس	الحي	سلا
الزمان	روى	من	الملوك
دمائهم		نهلا	وعلا
تغتر		بالأمل	النفوس
ومن	حصيف	الرأي	الا[24]

"اے انسان! تجھے ہر گز زندگی کی مٹھاس دھوکے میں نہ ڈالنے پائے۔ اگلے زمانوں میں جو لوگ چلے گئے کیا تو نے ان سے کچھ عبرت حاصل نہیں کی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ موت نے ہر زندہ کے سر پر تلوار سونت رکھی ہے۔ زمانے نے بادشاہوں تک کو نہیں چھوڑا۔ اس نے ان کے خون سے اپنی پیاس بجھائی ہے۔ طبیعتیں امیدوں سے دھوکہ کھاتی ہیں، حالانکہ پختگی عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس دھوکے میں نہ آئیں۔"

4.3 خورشید رضوی کی شاعری میں ملتِ اِسلامیہ کے لیے درد

عربی ادب کی تقریباً ہر صنف جدید ترقیاتی دور سے متاثر ہوئی ہے۔ عربی شاعری نے بھی ہم عصر رجحانات کے لیے آئینہ کا کام کیا ہے۔[25] عصر حاضر کے شعراء کرام کی ملی شاعری میں مرثیہ خوانی کا رنگ موجود ہے وہ مسلمانوں کی حالت راز کو دیکھ کر کڑھتے ہیں۔ ان شعراء کے ہاں صرف درد انگیز نالے ہی نہیں ہیں انتہائی ولولہ انگیز پیغام عمل بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک شاندار مستقبل کی خوشخبری بھی ہے۔ اسی ملے جلے پیغام پر مبنی ڈاکٹر خورشید رضوی نے اُمت مسلمہ کو جسد واحد کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے، اُمت کی حالت زار پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ وہ ملی شعور کو بیدار کرتے ہوئے کہتے ہیں

دموع على الأمة الإسلامية
أبكي ولا أجد الملاذ
سوى الملاذ بعبرتي
أبكي شجي القلب
والإخوان ملتفون حول نفوسهم كالحية
ما بينهم أحد يجود لمن سواه بنظرة
وقريحة الشعراء
لا تسخو بغير الشهوة
وسجية الأدباء في لهو
وفي لعب، رهينة نشوة
وطبيعة الأمراء للضعفاء
تقبل دائما بخشونة وبقسوة
وإذا بلوا بالأقوياء
فهم على أذقانهم للقوة
ما بينهم أحد يحن لأمتي
ما أمتي
هي منذ نشا الكون حلم الأنبياء
هي درة عبر القرون
تلوح رمزا للضياء
ولدى القلوب، بذكرها تندى عروق الكبرياء
ما أمتي
بحر يعم عبابه شتى الشعوب
مزجت فلا عُرب ولا عجم لديها
لا شمال ولا جنوب
فالفخر بالأنساب والألوان والأقط
شيء في شريعتها
يعد من الذنوب
أبكي لهذي الأمة[26]

”میں رورہاہوں مگر مجھے کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی، سوائے اپنے آنسوؤں کی پناہ گاہ کے۔ میں دکھی دل کے ساتھ رورہاہوں اور میرے بھائی اپنی ہی ذاتوں کے گرد سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھے ہیں۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے سوا کسی اور پر نظر ڈالنے کا روادار ہو۔ شعرا کی طبیعت خواہش نفس سے ہٹ کر رواں ہی نہیں ہوتی اور یہی حال ادبا کی طبیعت کا ہے کہ وہ بھی لہو ولعب کے نئے میں سرشار ہے۔ اور امرا کی طبیعت کمزوروں پر ہمیشہ سختی اور خشونت کا مظاہرہ کرتی ہے، مگر جب ان کا پالا طاقت وروں سے پڑتا ہے تو وہ طاقت کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو میری قوم کے لیے تڑپ رکھتا ہو۔ میری قوم کیا ہے؟ جب سے کائنات تخلیق ہوئی

ہے وہ انبیا کا خواب ہے۔ وہ ایک ایسا موتی ہے جو صدیوں سے روشنی کی علامت بن کر چمک رہا ہے اور اس کے ذکر پر دلوں میں خودی کی نسوں میں تم دوڑ جاتا ہے۔ میری قوم کیا ہے؟ ایک سمندر ہے جس کی موج مختلف اقوام کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کے سبب وہ اس طرح آپس میں مل گئے ہیں کہ اب ان میں عرب و عجم کا کوئی فرق نہیں رہا۔ نہ کوئی شمال ہے نہ کوئی جنوب، کہ رنگ و نسل اور علاقائیت پر فخر کرنا۔ اس کی شریعت میں گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ میں اس قوم کی خاطر روتا ہوں۔"

یہ حقیقت مسلم ہے کہ کسی فن کے بارے میں کہنا کہ یہ بجائے خود اچھا ہے، اس کا فیصلہ اس بات پر منحصر ہے کہ اس فن میں اظہار کس بات کا کیا جارہا ہے۔ یا کیسے کیا جاتا ہے، اگر اخلاق اور شائستگی سے کیا جاتا ہے، تو اچھا ہے۔ اگر لغو اور غیر اخلاقی طور سے کیا جاتا ہے تو برا ہے۔[27] ڈاکٹر خورشید رضوی کا کلام یقیناً ملی شعور کی بیداری اور اُمت وحدت کا پیغام ہے۔ آپ اپنا پیغام ایک نظمیہ ترانہ میں یوں رقم طراز ہیں:

معالجون بالسيوف داء شدة المحن
الا الا فإننا
بناء معشر حسن
مدافعون في الوغى
عن الديار والوطن
و مولعون بالنشاط
كارهون للوهن
وغير جازعين قط
من حوادث الزمن
معالجون بالسيوف
داء شدة المحن
السماء خافق هلال
رأية لنا
ونجمة لها كان
جم السماء في السنا
ونحن طاعنون عنهما الكسوف بالقنا
حذار من سلاحنا
لديهما فاننا
معالجون بالسيو
فداء شدة المحن
من الكرام أهلنا
فنحن وارثوا الكرم
وجوهنا منيرة
كما النجوم في الظلم
حريصة على مكارم الشيم
أو نحن في الخطوب كال
جبال ثابتوا القدم

معالجون بالسيو

فداء شدة المحن[28]

ہم تلواروں سے مشکلات کی شدت کا مقابلہ کرتے ہیں

"یادرہے کہ ہم ایک صالح معاشرہ کی بنیاد ہیں۔ جنگ میں ہم اپنے شہروں اور وطن کا دفاع کرنے والے ہیں؛ اور ہم تحرک کے شیدائی اور سستی کو ناپسند کرنے والے ہیں، اور زمانے کے حوادث سے کبھی بھی گھبرانے والے نہیں ہیں، اور ہم تلواروں سے مشکلات کی شدت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہمارے پرچم کا چاند آسمان پر لہلہارہا ہے، اور اس کا ستارہ آب و تاب میں آسمان کے تاروں کی مانند ہے، اور ہم نیزوں کے ذریعے اس چاند ستارے کو گہن سے بچاتے ہیں۔ ان کی حفاظت میں ہمارے ہتھیاروں سے بچ کر رہنا کہ، ہم تلواروں سے مشکلات کی شدت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہمارا خاندان اہل کرم کا خاندان ہے اور ہم اس کرم کے وارث ہیں۔ ہمارے چہرے ایسے روشن ہیں جیسے اندھیروں میں ستارے۔ ہماری طبیعتیں قابل فخر خصلتوں کی شیدائی ہیں، اور ہم آزمائشوں میں پہاڑوں کی مانند ثابت قدم رہتے ہیں۔ ہم تلواروں سے مشکلات کی شدت کا مقابلہ کرتے ہیں۔"

خلاصۃ البحث

مختصر یہ کہ خورشید احمد رضوی کے پیش کردہ کلام میں ملی شاعری کے ادبی معیار پر پورے طور پر نہ اترے، لیکن ملی خصائص سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ایک ایک شعر میں دینی حمیت، ملی شعور اور اِسلام سے جوڑنے کی ایک نئی روایت کا آغاز ہوتا ہے۔ ان سینکڑوں نظموں کا احاطہ کرنا اور مثالیں پیش کرنا ممکن تو نہیں لیکن باعث طوالت ضرور ہے۔ پاکستانی عربی ادب میں خورشید احمد رضوی کا کلام وقتی، ہیجانی یا صحافتی نہیں یا واقعات کی کھوئی آواز نہیں بلکہ شاعر کے ہوکے کی آواز معلوم ہوتی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ اس مرتبہ وہ لوگ بھی اس نواسنجی میں شریک ہوئے جو اس سے پہلے اس انداز میں گویا نہیں ہوئے تھے۔

نتائج

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں:

1. خورشید رضوی نے اپنی شاعری کے ذریعے ملی شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔
2. ان کی شاعری میں عربی شاعری والا اثر موجود ہے۔
3. ان کی شاعری کا انداز عرب شعراء کا سا ہے۔
4. ان کی شاعری میں رسول اللہ ﷺ کی حمد موجود ہے۔
5. عرب شعرا کی طرح انہوں نے اپنی شاعری میں عرب ہیروز کو خراج تحسین پیش کیا ہے، جیسے شاہ فیصل پر نظم۔
6. یہ اپنی شاعری کے ذریعے امت مسلمہ کے درد کو بیان کرتے ہیں اور انہیں اتحاد کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الأدب باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء ومایکرہ منہ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2016ء، رقم الحدیث: 6145
Al-Bukhārī, Al-Jāmeo Al-Sahih, Kitāb al-'adab Bāb Mā Yājūzu min al-shʿr wālrãjazu wāiĪḥadā Wamā Yak̊rahu minĥ, Maktaba Islamih, Lāhūr, Hadīth No: 6145

2 "شاعر رنگیں نوا ہے دیدہ بینائے قوم" محمد اقبال، بانگ دراء، اقبال اکادمی، لاہور، 2017ء، ص:93
Shāʿr Rngīn nwā hy dīdh bīnā'i qūm, Muḥammmd Iqbāl, Bāng drā', Iqbāl Akādmī, Lāhūr, 2017, P93

3 شمیم حنفی، جدیدیت اور نئی شاعری، سنگ میل پبلشرز، لاہور، 2008ء، ص:495
Sẖamīm Hanfī, Jadyīdīt ạūr nai sẖāʿiri, Sang-e-meel Publication, lāhūr, 2008, P: 495

4 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، دہلی، 1969ء، ص:37
Sy̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿArbī ʿsẖāʿirī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, Dehly̰, 1969, P: 37

5 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:16
Sy̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿAbīʿsẖāʿirī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 16

6 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:31
Sy̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿAbīʿsẖāʿirī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 31

7 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر۔۔۔اسلام آباد، جلد:56، شمارہ نمبر1-2، ص:285
ʿAb̊duĺ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī k̰y ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̰ātī Muṭālạ, Fk̰rū Naẓar, Islạm Ābād, Jiĺd N0: 56, Sẖumạrh No:1-2, P: 258

8 زاہد منیر عامر، ارمغان خورشید (لاہور: پنجاب یونی ورسٹی، اشاعت اول، 2015ء، ص:39-45
Zāhid Muneer ʿAmir, Ar̊maghẖānī Kẖursẖīd,)lāhūr, Punjāb Universty̰, A'isẖʿat Awal: 2015, P: 39-45

9 ان میں شاخ تنہا، سرابوں کے صدف، امکاں، رائیگاں اور دیریاب وغیرہ
Ain min Sẖākẖi Tanhā, Srãbŵn k̰y ṣadaf, Amk̰ạn, Rạy̓y̰gān, ạwr, Dy̰ry̰ab wgẖy̰rāh

10 حافظ عبد القدیر، المفاہیم الاسلامیہ والعربیہ فی شعر الدکتور خورشید رضوی، الأضواء، 2017ء، ص:255
Hāfaẓ ʿAb̊duĺ Qadĩr, Almfāhīm Al-Islãmīah, wālʿArãby̰ah Fī Sẖʿr Kẖursẖīd Rizvī, Al-Azwā, 2017, P:255

11 ابو الاعجاز حفظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصلاحات، مقتدرہ اُردو زبان، اسلام آباد، ص:187
Ab̊u Al Ejāz Hif̊z Siddīquī, k̰sẖạf Tunqīd ī Aṣtlạḥạt, Muq̊tadrah, Urdu Zubạn, Islạm Ābād, P:187

12 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:288
ʿAb̊duĺ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī k̰y ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̰ātī Muṭālạ, Fk̰rū Naẓar, P: 288

13 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:293
ʿAb̊duĺ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī k̰y ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̰ātī Muṭālạ, Fk̰rū Naẓar, P: 293

14 آل احمد سرور، اقبال کا نظریہ شعر اور اُن کی شاعری، مکتبہ جامعہ نیو دہلی، 1978ء، ص:14
Āl Aḥmad̊ Surūr, Iqbāl k̰ā Nẓry̰h Sẖāʿir ạwr ạn k̰y̰ Sẖāʿirī, Mak̰tbah Jāmah New Dehly̰, 1978, P:14

15 ہمدانی، شعراء العربیۃ فی باکستان، ص:275
Hāmdạni, Sẖʿrāʾulʿrby̰agh fy̰ Bạk̰istạn, P:275

16 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:47
Sỹ̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿAbī ʿsẖāʿirbī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 47

17 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:33
Sỹ̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿAbī ʿsẖāʿirbī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 33

18 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:33
Sỹ̰ed Eḫ̊tisẖām Nadvī, ʿAbī ʿsẖāʿirbī, k̰y Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 33

19 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:296
ʿAb̊duĺ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī k̰y ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̰ātī Muṭālạ, Fk̰rū Naẓar, P: 296

20 علی جوادزیدی، اُردو میں قومی شاعری کے سو سال، الہٰ آباد، 1959ء، ص:25

ʿAli Jawād Zaīdī, Urdu Mīy̱n Qauwmī Saẖāʿiri ḵy Sawsāl, Ala h Ā̂bād, 1959, P:25

21 ہمدانی، شعراء العربیۃ فی باکستان، ص:275

Hāmdạni, Sẖʿrāʾulʿrby̱agh fy̱ Bạḵistạn, P:275

22 سید احتشام ندوی، عربی شاعری کے جدید رجحانات، ص:33

Sy̰ed Eẖ̊tisẖām Nadvī, ʿAbī ʿsẖāʿirbī, ḵy Jadeed̊ Rujhãnāt, P: 33

23 نسیمہ فاروقی، جدید عربی شاعری، ڈالی گنج لکھنؤ، 1977ء، ص:112

Nasīmah Fārūqī, Jadyīd ʿrbī Sẖāʿirī, Dālī Ganj Laḵhnawu, 1977, P:112

24 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:285

ʿAb̊dul̉ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī ḵy̱ ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̱ātī Muṭālạ, Fḵrū Naẓar, P: 285

25 ڈاکٹر محمد فیضان بیگ، معاصر عربی شاعری ایک نیا مزاحمتی رجحان، مکتبہ جامعہ علی گڑھ، 2010ء، ص:3

Docotor Muḥamād Fīzạn Baīg, Muʿāṣir ʿur̊bī Sẖāʿiri ạy̱ḵ ny̱ā muzãhamaṫy Ruj̊hān, Maḵtbah, Jāmiʿuⁿh ʿAlī Garh, 2010ء, P: 3

26 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:304

ʿAb̊dul̉ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī ḵy̱ ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̱ātī Muṭālạ, Fḵrū Naẓar, P: 304

27 فیض احمد فیض، ہماری قومی ثقافت، کورنگی کراچی، 1976ء، ص:50

Faīz Aḥ̊mad̊ Faīz, Hamạry̱ Qwumy̱ tẖqạft, ḵū rngi, ḵrạcẖy̱, 1976ء, P:50

28 عبد القدیر، خورشید رضوی کی عربی شاعری تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، فکر و نظر، ص:305

ʿAb̊dul̉ Qadĩr, Kẖursẖīd Rizvī ḵy̱ ʿAbī ʿSẖāʿirī Tīʿạrfī w Tajziy̱ātī Muṭālạ, Fḵrū Naẓar, P: 305